قائداعظم محمد علی جناح

(عصمت اسامہ کے قلم سے)

قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی ایک ایسی کھلی کتاب ہے،جس میں ماضی کے عظیم الشان واقعات بھی ہیں اور حال کے لئے قابل عمل نمونہ بھی موجود ہے۔کون جانتا تھا کہ 25 دسمبر 1876ء کو گجرات میں پیدا ہونے والا یہ دبلا پتلا بچہ ایک دن اسلامیان_ برصغیر کی ڈوبتی کشتی کو خطرات سے بچا کر ساحل_ مراد تک لے آ؟ گا!اور لاکھوں مسلمان اسکی آواز پر لبیک کہتے ہو؟ ہجرت_ مدینہ کی سنت پر عمل پیرا ہوکر مملکت خداداد پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔واقعی اللہ تعالی' اپنے خاص کاموں کے لئے خاص طرح کے افراد کو چنتا ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان تحفہ_ خداوندی ہے اور قائداعظم محمد علی جناح بھی تحفہ_ خداوندی تھے۔جن کی خوبصورت شخصیت اور اوصاف وکردار نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک محور اور نصب العین پر متحد ہوکر جدوجہد کرنے پر تیار کیا۔ظاہر و باطن کے کھرے محمد علی جناح جو دینی وعصری علوم سے آراستہ،تدبر اور دلیل کے ہنر سے مالا مال،خود اعتمادی اور خودداری سے مزین اپنے مضبوط کردار اور مستقل مزاجی کی بدولت برصغیر کے مسلمانوں میں ایک قابل بھروسہ لیڈر تھے۔

وطن عزیز پاکستان دوقومی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا جبکہ موجودہ دور کے بعض نام نہاد دانشور قائداعظم کو ایک سیکولر یا لبرل (یعنی بیدین) انسان کے طور پر پیش کرنے کی اپنی سی کوششیں کرتے نظر آتے ہیں۔اپنے اس تحقیقی آرٹیکل میں قائداعظم کے فرمودات اور تقاریر کے حوالہ جات پیش کرکے انکا اعادہ کرنا مقصود ہے۔آپ نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جالندھر کے اجلاس سے خطاب کرتے ہو؟ 12 جون 1947ء کو فرمایا:

"مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ میں کون ہوتا ہوں پاکستان کے طرز حکومت کا فیصلہ کرنے والا؟ مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن مجید نے وضاحت سے بیان کردیا تھا۔الحمدللہ قرآن مجید ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے اور تاقیامت رہے گا"۔

مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی کے اصول کو اجاگر کرتے ہو؟ 11 جولائی 1946ء کو حیدرآباد دکن کے جلسہ_ عام میں قائداعظم نے فرمایا:

"اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوہ_ صبر ورضا پر کاربند ہوں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھاء بھاء ہیں تو ہمیں دنیا کی کوء ایک طاقت یا کء طاقتیں مل کر بھی مغلوب نہیں کرسکتیں۔ہم فتح یاب ہوں گے،اسی طرح جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران وروم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے تھے"۔

اسلامی ریاست میں اسلامی قوانین کی عملداری کے بارے میں 1945ء کو پیر صاحب مانکی شریف کے نام قائداعظم نے اپنے خط میں لکھا:

"یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ایسی دستور ساز اسمبلی جس میں مسلمان بھاری اکثریت میں ہوں وہ مسلمانوں کے لئے ایسے قوانین منظور کرےگی جو شریعت کے قوانین سے مطابقت نہ رکھتے ہوں گے اور مسلمان کسی بھی حالت میں اس بات کے پابند نہیں ہوں گے کہ وہ کسی غیراسلامی قانون کی پابندی کریں"۔(بحوالہ اسلام کا سفیر،محمد متین خالد)

14 فروری 1947ء کو سبی بلوچستان کے شاہی دربار میں تقریر کرتے ہو؟ اسوہ_ حسنہ کو راہ نجات قرار دیا۔

آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں 8 مارچ 1944ء کو تحریک پاکستان کے مقصد کی وضاحت کرتے ہو؟ کہا:

"مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد صرف کلمہ_ توحید ہے۔نہ وطن نہ نسل۔ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا وہ ایک الگ قوم کا فرد بن گیا تھا۔آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے جز بہ محرکہ کیا تھا؟ اسکی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری تھی نہ انگریزوں کی چال،یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا"۔

قائداعظم نے 14 اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی کے افتتاح کے موقع پر ماؤنٹ بیٹن کی تقریر کا جواب دیتے ہو؟ اپنے اسی نقطہ_ نظر کو دہرایا۔ماؤنٹ بیٹن نے اقلیتوں کے حوالہ سے مغل بادشاہ اکبر کی فراخدلی کا ذکر کیا تھا جس کے جواب میں قائداعظم نے کہا:

"اکبر بادشاہ نے جس فراخدلی کا مظاہرہ کیا وہ ہمارے لئے کوء نء بات نہیں۔اسکا آغاز تیرہ سو سال پہلے ہوگیا تھا جب ہمارے نبی کریم ص نے فتح کے بعد نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر یہودیوں اور عیسائیوں سے فراخدلانہ سلوک کیا اور انکے عقائد کا احترام کیا۔مسلمانوں کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے"۔یہاں بھی انھوں نے میثاق مدینہ کا حوالہ دیا اور حضور نبی ء کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہنما اور نمونہ قرار دیا۔(بحوالہ ہلال)

قول وفعل کی ہم آہنگی نے قائداعظم کی شخصیت میں تاثیر اور کشش پیدا کردی تھی کہ لوگ انکے جلسوں میں کھنچے چلے آتے تھے۔ایک طویل مدت سے ہندوؤں اور انگریزوں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوء قوم کا مورال اور حوصلہ بلند رکھنا بھی ایک اہم کام تھا جو آپ نے اپنی ولولہ انگیز تقریروں اور جلسوں کے ذریعے بخوبی سرانجام دیا۔قائداعظم نے فرمایا:

"انشاءاللہ پاکستان کے نظام حکومت کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہوگی اور یہ ایک فلاحی ومثالی ریاست ہوگی۔بعض لگ کہتے ہیں کہ اگر پاکستان بن بھی گیا تو چند دن بھی قائم نہ رہ سکے گا لیکن مجھے پختہ یقین ہے کہ اللہ تعالی' اسے ہمیشہ قائم ودائم رکھے گا"۔(بحوالہ کتاب اسلام کا سفیر از محمد متین خالد میں ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر کا مضمون "قائداعظم سیکولر نہیں تھے")

بابا؟ قوم کی دوراندیش بصیرت انہیں مستقبل میں پیش آنے والے چیلنجز سے بھی آگاہ رکھتی تھی۔مسلم لیگ کنونشن دہلی 17 اپریل 1946ء کو آپ نے یوں خطاب کیا:

"ہماری یہ منشا نہیں ہے کہ پاکستان کے قیام کے ساتھ اختلافات اور جھگڑے شروع ہوجائیں۔ہمارے سامنے بہت کام ہوں گے۔اس طرح (ہندو) برادران کو اپنی مملکت میں بہت سے کام کرنے ہوں گے لیکن اگر وہ ہماری اقلیتوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کردیتے ہیں اور انکو ستاتے ہیں تو پاکستان ایک خاموش تماشائی نہ بنے گا۔اگر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں برطانیہ اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر امریکہ میں مداخلت کرسکتا تھا تو اگر ہندوستان میں ہماری اقلیتوں پر مظالم کئے گئے تو ہمارا مداخلت کرنا کیوں کر حق بجانب نہ ہوگا؟"

وہ بانیء پاکستان تھے لیکن انکساری کا یہ عالم تھا کہ وی آء پی پروٹوکول جیسی خرافات سے کوسوں دور تھے۔14 اگست 1947ء کی روح پرور شام تھی جب گورنر ہاؤس کے وسیع چبوترے پر قائداعظم مسکرا مسکرا کر لوگوں سے مبارکبادوصول کررہے تھے۔ایسے میں ایک غیرملکی صحافی نے کہا کہ آپ کتنے خوش نصیب ہیں کہ آپ نے ایک آزاد ملک حاصل کرلیا ہے۔جس پر آپ نے جواب دیا کہ میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ پاکستان بن گیا لیکن اسکا بانی میں نہیں ہوں۔صحافی نے تعجب کا اظہار کرتے ہو؟ کہا،تو پھر اس ملک کا بانی کون ہے؟

قائدنے جواب دیا:"ہرمسلمان" (مرادعلی شاہد کامضمون)

اصول پسندی اور دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ ایک بار قائداعظم کے دفتر کا فرنیچر آرڈر کیا گیا جس کا بل سینتیس روپے تھا۔آپکو قومی خزانے سے ادائیگی کیدستخط کے لئے بل پیش کیا گیا تو پوچھا کہ اس میں یہ سات روپے کی فالتو کرسی کیوں آرڈر کی ہے؟ سیکرٹری نے کہا کہ سر یہ فاطمہ جناح صاحبہ کے لئے ہے۔جب وہ دفتر آتی ہیں تو انکے بیٹھنے کے لئے منگواء ہے۔قائداعظم نے سات روپے کاٹ کے تیس روپے کا بل منظور کرتے ہو؟ فرمایا: اگر فاطمہ کو کرسی کی ضرورت ہے تو کرسی کے سات روپے فاطمہ سے جا کے وصول کرو۔قومی خزانہ نہیں دے گا"۔اور اس طرح قومی خزانے سے اقربا پروری کا دروازہ بند کر دیا۔(اردو صفحہ)

قیام پاکستان کے بعد کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ ایک دن برطانیہ کے سفیر نے آپکو آگاہ کیا برطانیہ کے بادشاہ کا بھاء آج پاکستان کے ائرپورٹ پہنچ رہا ہے۔آپ (گورنر جنرل) انہیں لینے ائرپورٹ جائیے گا۔قائداعظم نے انتہاء دبدبے سے کہا:

آپ کے بادشاہ کے بھاءکو ائرپورٹ لینے ایک شرط پہ جاؤں گا کہ کل جب میرا بھاء برطانیہ جا؟ گا تو آپ کا بادشاہ جارج اس کو لینے ائرپورٹ جا؟ گا۔یہ سن کر سفیر اپنا سا منہ لے کے رہ گیا۔(یعنی خارجہ پالیسی میں برابری کا اصول رکھا)

قیام پاکستان سے دو سال قبل کا واقعہ ہے کہ مولانا حسرت موہانی دہلی میں قائداعظم سے ملنے انکی رہائشگاہ پر گئے لیکن ملازمین نے کہا کہ اس وقت وہ کسی سے نہیں ملیں گے۔چنانچہ مولانا وہیں نماز ادا کر کے ٹہلنے لگے تو ایک کمرے سے کسی کے آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز آء۔انہوں نے کھڑکی سے جھانکا تو مولانا کے الفاظ میں:

"اندر کمرے میں فرش پر مصلیٰ 'بچھا ہوا تھا۔قائداعظم گریہ وزاری میں مصروف تھے۔زیادہ فاصلے کی وجہ سے انکے الفاظ زیادہ صاف سناء نہ دیتے تھے لیکن اندازہ ہوتا تھا کہ ان پر رقت طاری ہے اور اللہ تعالیٰ' کے حضور مسلمانوں کی فلاح بہبود اور حصول آزادی کے لئے دعا والتجا کر رہے ہیں"

(بحوالہ قائداعظم سیکولر نہیں تھے)

قائداعظم کی ذاتی زندگی انکے اپنے مقصد کی جدوجہد کے سامنے ثانوی نوعیت رکھتی تھی۔جب انکا نکاح رتی باء سے ہوا تو وہ گھر کو زیادہ وقت نہ دے پاتے تھے اور انکی اہلیہ اور بچی انکی توجہ اور وقت کے طلبگار رہتے تھے۔29 سال کی عمر میں رتی باء اپنی بچی کی امانت آپ کو سونپ کر داغ مفارقت دے گئیں۔اب اس بیٹی کی پرورش تنہا قائد نے کرنی تھی۔ایک باپ جس کے کاندھے پر برصغیر کے مسلمانوں کو آزادی دلانے کا بھاری فریضہ تھا اس نے اس بچی کو کیسے پالا ہوگا، ہر دردمند صاحب اولاد محسوس کر سکتا ہے۔لیکن جب یہ بیٹی بڑی ہوگ ءاور اس نے ایک پارسی نوجوان سے شادی کا فیصلہ کیا تو قائد اپنی اس اکلوتی اولاد سے ناراض ہوگئے اور بیٹی کی شادی میں شامل نہ ہو؟۔حتیٰ' کہ دینا جناح جب اپنے باپ کو سالگرہ کا کارڈ بھیجتیں تو آپ یوں جواب بھیجتے "مسز واڈیا آپکا شکریہ"۔(بحوالہ میرا قائد ummat.net)

اگر اس وقت قائداعظم بیٹی کی ضد کے آگے ہار مان لیتے تو وہ دنیا بھر سے اس دو قومی نظریے کی خاطر لڑنے کے قابل کیسے ہوتے؟

مادر ملت فاطمہ جناح نے اپنی کتاب "میرا بھاء" میں ایک خاص واقعہ لکھا ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں جب انکی حالت بہت خراب تھی تو میں نے انہیں مکمل آرام کا مشورہ دیا۔جس پر انھوں نے کہا کہ فاطی! کیا تم نے کسی جرنیل کو اس وقت رخصت پر جاتے ہو؟ دیکھا ہے جب اسکی فوج میدان جنگ میں اپنی بقا کے لئے برسر پیکار ہو؟

اس پر میں کہتی کہ آپ کی زندگی بہت عزیز ہے! تو وہ جواب دیتے:"مجھے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی کی فکر ہے"۔

یعنی جن مسلمانوں نے بے پناہ قربانیوں کے بعد پاکستان کو پالیا تھا وہ تو منزل تک پہنچ گئے لیکن (کشمیر و ہند میں) جو پیچھے رہ گئے، قائداعظم کو انکی زندگی کی بہت فکر تھی۔

آج کا دن یہ تقاضا کرتا ہے کہ من حیث القوم ہم رک کر اپنے ماضی و حال کو قائداعظم محمد علی جناح کے آئینہء کردار میں پرکھیں اور اسے درست کرنے کا عزم کریں۔

~تو بھی دیکھے تو ذرا دیر کو پہچان نہ پا؟

ایسی بدلی کوچے کی فضا تیرے بعد

اور تو کیا کسی پیاں کی حفاظت ہوتی؟

ہم سے اک خواب سنبھالا نہ گیا تیرے بعد!!